تعلیم وتربیت آیات وروایات کی روشنی میں

آرمان علی[1]

سید محمد میر تبار[2]

خلاصہ

مقالہ حاضر کا عنوان تعلیم وتربیت آیات وروایات کی روشنی میں ہے ،اس مقالے میں تعلیم وتربیت کے اہم ترین مباحث کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ رسول اکرم (ص) کی بعثت کا اصل مقصد ہی تعلیم و تزکیہ تھا۔ معرفتِ الٰہی و توحید کے ساتھ اللہ کی خالص عبادت و بندگی تمام تعلیم و تربیت کا اصلی ہدف ہے۔ تعلیم و تربیت کے چار مراحل جو نصیحت و موعظہ،اخلاقی برائیوں سے روح کی پاکیزگی، ہدایت و راہنمائی کے ذریعے تکامل و ارتقاء،اور آخر میں خدا کی رحمتوں اور عنایات کا مستحق بننے ،پر مشتمل ہے۔

اولاد خدا کا عطا کردہ امانت ہے اس کی تعلیم وتربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے اور والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی اصول اور طریقہ کار کے مطابق اپنے بچوں کی جسمانی،اعتقادی، فکری،اخلاقی اور دینی تربیت، عمر کے تقاضے کے مطابق تدریجی انداز میں محبت اور شفقت سے،ان کی مستقبل کو بھی مد نظر رکھ کر کرنا ہوگا کیونکہ ان کی تخلیق کا مقصد ہی آیندہ زمانے کے لیے ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت میں مبادرت اور جلدی سے کام لینی ضروری ہے ورنہ غفلت کی صورت میں زمانے کا ماحول اور گمراہ لوگ اُنہیں فاسد کریں گے۔ بچوں کو سب سے پہلے اصول دین،فروع دین اور تزکیہ نفس کی تعلیم کے ساتھ ادب و اخلاق کے زیور سے بھی آراستہ کرنا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

کلیدی الفاظ: تعلیم، تربیت، تزکیہ ،اولاد، دینی تربیت۔

---

[1] طلبہ سطح ۴ گروہ تبلیغ جامعہ المصطفیٰ العالمیہ

[2] رئیس گروہ تبلیغ مدرسہ عالی فقہ و معارف

مقدمہ

تعلیم وتربیت اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ستون ہیں اور انسان سازی کے لیے بنیادی ضرورت ہے جب انسان پہلی دفعہ دنیا میں قدم رکھتا ہے تو ہر چیز سے لاعلم ہوتا ہے خداوند متعال انسان کی اس ابتدائی خلقت اور حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: "وَ اللهُ اَخرَجَكُم مِّن بُطُونِ اُمَّهتِكُم لَا تَعلَمُونَ شَيئًا۔" (نحل،۷۸) اور اللہ نے تمھیں تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔انسان جب پیدا ہوتا ہے تو علم اور شعور سے خالی ہوتا ہے اور اللہ تعالی ہی ہے جو اسے علم اور شعور سے بہرہ مند فرماتا ہے ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے "عَلَّمَ الاِنسَانَ مَا لَم يَعلَم" (سورہ علق آیت: ۵) اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

مندرجہ بالا آیات اور اسی طرح کے دوسری آیتیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان ابتدائی طور پر کچھ نہیں جانتا ہے ہر چیز سے لاعلم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سیکھنے سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت رکھی ہے انسان بڑے ہونے کے ساتھ آہستہ آہستہ علم و شعور اور تربیت کے ذریعے نیک اعمال انجام دیکر دنیاوی اور اخروی کمال اور سعادت تک پہنچ جاتا ہے جو اس کی کامیابی کی ضمانت ہے و یا تو اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کرکے شقاوت تک پہنچ جاتا ہے جو اس کی ناکامی کی علامت ہے "قد افلح من زكاها و قد خاب من دساها" (شمس ۹و۱۰) بیشک کامیاب ہے وہ جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور ناکام ہے وہ جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کیا۔ عمل کا تعلق علم اور آگاہی سے ہے جو علم رکھتا ہے وہ عمل کرتا ہے لہٰذا علم کے ساتھ عمل ضروری ہے، اس لیے امام صادق (ع) فرماتے ہیں: "العِلمُ مَقْرونٌ إلى العَمَلِ، فَمَن عَلِمَ عَمِلَ" (کلینی، الکافی،، ج۱، ص،۴۴) (علم عمل کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جو علم رکھتا ہے وہ عمل کرتا ہے)۔

اس لیے قرآن کریم اور احادیث میں علم کے ساتھ ساتھ عمل وتربیت پر بھی زور دیا گیا ہے کیونکہ علم اور عمل انسان کے دو پر ہے جو نہایتِ کمال کی طرف پہنچاتے ہیں اگر ان میں سے ایک نہ ہو یا شکستہ ہو تو وہ پرواز نہیں کر سکتا ہے

خداوند متعال قرآن کریم میں بھی بعثت کا ہدف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے "و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة" (جمعہ، ۲) رسول کو تمھاری طرف اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ تمھیں پاک کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیں پیغمبر اسلام (ص) جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو اپنے اس ہدف کی تکمیل کرتے ہوئے سب سے پہلے مسجد نبوی میں صفہ جیسے ادارے قائم کیے، جہاں صحابہ کرام کو علمی واخلاقی تربیت دی جاتی تھی۔

رسول اسلام (ص) کی نظر مبارک میں تعلیم وتربیت کی اس قدر اہمیت تھی کہ آپ (ص) نے غزوہ بدر کے بعد اعلان فرمایا کہ قریش کے قیدیوں میں سے جو بھی انصار کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے گا اسے رہا کر دیا جائے گا۔ لہٰذا اس مقالہ میں بھی تعلیم وتربیت کی اہمیت و مقاصد اور طریقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن اور روایات کی روشنی میں تجزیہ و تحلیل کیا گیا ہے

تعلیم کی لغوی تعریف:

لغوی اعتبار سے "تعلیم" "سیکھنے"، "سکھانے" اور "معلومات کی منتقلی" کو تعلیم کہا جاتا ہے۔ (دہخدا، ج: ۴، ص: ۲۴۵۱)

تعلیم کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی اعتبار سے "تعلیم"، معلم سے متعلّم کی طرف علم اور معلومات کی منتقلی کو اصطلاحی اعتبار سے تعلیم کہا جاتا ہے۔ (باقری، خسرو، ص: ۴۵)

تربیت کی لغوی تعریف:

تربیت باب "تفعیل" کا مصدر ہے اور اس کے تین مختلف مادے (خطیب، محمد شحات، ص: ۲۳) (ریشے) ہیں: الف: - اگر "تربیت" کو "ربا، یربو" سے ماخوذ مانا جائے، تو اس کا مطلب ہوگا: بڑھنا، نمودار ہونا، قد نکالنا، اور نشو و نما پانا۔ ابن منظور لسان العرب میں کہتا ہے: "رَبا الشیءُ یَربو رُبُوًّا و رِباءً: زاد و نما" (ابن منظور، ج: ۱۴، ص: ۳۰۵) یعنی کوئی چیز بڑھی اور زیادہ ہوئی۔

ب: - اگر "تربیت" کو "ربی، یربی" سے ماخوذ مانا جائے، تو اس کا مطلب ہوگا: بڑھانا، پروان چڑھانا، اوپر اٹھانا، پیدا کرنا، اُگانا اور بچے کو غذا دینا۔ (خوری الشرتونی، ج: ۱، ص: ۳۸۶) ج: - جبکہ "رب، یرب" سے مشتق ہونے کی صورت میں "تربیت" کے معانی ہوں گے: پرورش دینا، آداب سکھانا، مہذب بنانا، سنوارنے کو تربیت کہا جائے گا۔" (دہخدا، ج: ۵، ص: ۶۸۰۴) شاید انہی معانی کو مد نظر رکھتے ہوئے اقرب الموارد میں لکھا گیا ہے: "رباه یربی تربیة: جعله یربو و غذاه و هذبه" (خوری الشرتونی، ج: ۱، ص: ۳۸۶) یعنی: "اس نے اس کی تربیت کی؛ یعنی اسے غذا دی اور اس کی اصلاح و تہذیب کی۔" ان تینوں معنوں میں سے اکثر ماہرین لغت "تربیت" کو "رب، یرب" کے مادے سے ماخوذ مانتے ہیں۔

مثال کے طور پر راغب اصفہانی کا کہنا ہے: "تربیت، کسی چیز کو تدریجاً اور مسلسل اس کی مناسب انتہا تک پہنچانے کا نام ہے"۔ (راغب اصفہانی، ص: ۱۸۴) اسی طرح بیضاوی نے تربیت کو یوں بیان کیا ہے: "کسی چیز کو آہستہ آہستہ اس کے کمال تک پہنچانا اور اسے قیمتی و موزوں بنانا"۔ (بیضاوی، ، ج: ۱۰، ص: ۱)

تربیت کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی اعتبار سے تربیت کی مختلف تعریفیں بیان گئی ہیں، جن میں سے چند اہم یہ ہیں: علامہ طباطبائی (رہ) فرماتے ہیں: "تربیت کا مطلب ہے کسی چیز کو اُس کمال تک پہنچانا جو اس کے شایانِ شان ہو، تدریجی طور پر"۔ (طباطبائی، ج: ۱، ص: ۱۱۶)

شہید مطہری (رہ) یوں تعریف کرتے ہیں: "تربیت یعنی پرورش دینا، یعنی انسان کی اندرونی صلاحیتوں کو بالفعل بنانا"۔ (مطہری، مرتضی، ص: ۲۳)

ڈاکٹر شریعتمداری لکھتے ہیں: "تربیت ایک باشعور عمل ہے جس کا مقصد انسانی بالقوہ صلاحیتوں کو مطلوبہ اقدار کی سمت میں پروان چڑھانا ہے"۔ (شریعتمداری، ص: ۴۵)

تعلیم وتربیت کی تعریف:

تعلیم وتربیت کی بہت سی تعریفات آئی ہیں ان میں سے جو اہم تعریفات ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں: ڈاکٹر شریعتمداری تعلیم وتربیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " تجربات پر نظرِ ثانی اور ان کی دوبارہ تشکیل، اس انداز سے کہ وہ مزید نشوونما کے اسباب فراہم کریں"۔ (علی شریعتمداری، ص: ۲۲) اس کو تعلیم وتربیت کہتے ہیں۔

ان میں سے جو جامع تعریف کی ہے وہ آیت اللہ مصباح یزدی (رہ) نے کی ہے وہ فرماتے ہیں: " تعلیم وتربیت یعنی ایسے ماحول اور حالات فراہم کرنا جن کے ذریعے انسان کی تمام صلاحیتوں کو عملی شکل دی جاسکے اور انہیں نکھارا جاسکے، نیز متعلّمین کو اقدار، علوم اور فنون کو منظّم طریقے سے سکھانا، تاکہ ایک منظّم اور مدبرانہ منصوبے کے تحت انسان کی ارتقائی پیشرفت کو مطلوبہ مقصد کی طرف ممکن بنایا جاسکے"۔ (محمد تقی مصباح یزدی، ج ۱، ص ۳۴) اس کو تعلیم وتربیت کہتے ہیں.

تزکیہ کا لغوی تعریف:

لفظ "تزکیہ" عربی مادہ "زَکَیَ، یَزْکُو" سے ماخوذ ہے اور اس کے کئی معانی ہیں، جیسے: تربیت نشوونما پاکیزگی، اضافہ، بھلائی، اور برکت۔ جیسے کہ لسان العرب میں آیا ہے: "الزَّکَاءُ: النَّماءُ والطَّهارةُ" (ابن منظور، ج: ۱۴، ص: ۳۵۸) یعنی "زکاء" کا مطلب ہے نشوونما اور پاکیزگی۔

تزکیہ کا اصطلاحی تعریف:

علامہ طباطبائی (رہ) نے تفسیر المیزان میں، سورۃ شمس کی آیت "قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا" (شمس: ۹) کے تحت لکھا ہے: "تزکیہ نفس سے مراد ہے نفس کو بری صفات سے پاک کرنا اور اسے نیک اعمال اور پسندیدہ صفات کے ذریعے نشوونما دینا ہے"۔ (طباطبائی، ج: ۲۰، ص: ۳۸۹)

تعلیم کی اہمیت وفضیلت

علم کی فضیلت واہمیت کو پوری دنیا تسلیم کرتی ہے اور ہر ایک مذہب کے ماننے والوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ علم ایک بہت بڑی دولت ہے۔ علم کی ترغیب اور تاکید جتنی زیادہ ہمارے دین اسلام نے کی ہے اتنی کسی دوسرے مذہب نے نہیں کی۔ بلاشبہ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ تعلیم وتربیت اسلام کا جزو ہے اور علم کی ہی وجہ سے انسان کیلئے اچھی اور صالح زندگی گزارنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

اگر ہم دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ کے پاک مقدس کلام برحق قرآن مجید کا نزول ہی علم سے ہوا۔ قرآن پاک کی مجموعی آیات میں سے پہلے جو آیات نازل ہوئیں ان سے قلم اور علم کی اہمیت وفضیلت کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ خود اللہ کریم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ

بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" (علق: آیات ۱تا ۵) (پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا)۔

یہ وہ وحی الٰہی ہے جو اللہ نے جبرائیل امین (ع) کے ذریعے سے رسول کریم (ص) پر نازل فرمائی، گویا جو پیغام اللہ نے سب سے پہلے دنیا کو دیا وہ یہ تھا کہ انسان لکھے پڑھے اور اچھی تربیت حاصل کرے تاکہ وہ اللہ کا نیک اور فرماں بردار بندہ بن سکے اور اس طرح ایک صالح اسلامی معاشرے کے قیام کیلئے راہ ہموار ہو سکے۔ علم کی فضیلت اور اہمیت کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ خدا انسان کا پہلا استاد ہے اور انسان پہلا سیکھنے والا ہے. وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ. (بقرہ آیہ ۳۱) اور (اللہ نے) آدم کو تمام نام سکھا دیے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

بنیادی طور پر علم کے دو ذرائع ہیں، ایک تو اللہ کی وحی جو انبیاء (ع) کے ذریعہ انسانوں تک پہنچی، دوسرا انسان کا اپنا مشاہدہ اور تجربہ جس کے لیے وہ اللہ کی دی ہوئی عقل و حواس کا استعمال کرتا ہے۔ یہ دونوں ذرائع الگ الگ ہیں لیکن ایک دوسرے کے لیے معاون ہیں۔ اسلام نے علم کو دین اور دنیا کے دو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں کیا ہے کیوں کہ اسلام میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں ہی اللہ کی مخلوق ہیں اور انسان کے لیے دونوں کی معرفت ضروری ہے کیوں کہ آخرت اگر منزل ہے تو دنیا اس کی مسافت اور راہ سفر ہے۔ اقرآن پاک میں اس دعا کی تلقین کی گئی ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنہ و فی آخرۃ حسنہ و قنا عذاب النار. (بقرہ: ۲۰۱) اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔

تعلیم و تربیت کے مقاصد

اسلامی تعلیمات و تربیت کا مقصد انسانی معاشرہ کو ایک ایسا ضابطہ حیات عطا کرنا ہے جس کی بنیاد عدل و انصاف، حق شناسی پاکیزگی، اچھی خصلت، عمدہ سیرت، امن و شانتی (ذہنی قلبی اور روحانی سکون)، شائستہ تہذیب و تمدن، ایمان داری اور بندگی پر ہو۔ اسلامی تعلیمات دین و دنیا، فرد اور اجتماع دونوں کی فلاح و بہبود پر زور دیتی ہے۔ اسلام میں تعلیم ایک با مقصد عمل ہے جس سے فرد اور معاشرہ کی اصلاح کی جاتی ہے اور اس کا مقصد طبعی قوتوں کی نشو و نما اور فطری کردار کی تربیت ہے۔ تعلیم میں فرد اور اجتماع کی جسمانی، ذہنی، روحانی، جذباتی، سماجی اور معاشیاتی تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ارشاد فرمایا علم سیکھو، کیوں کہ اللہ کے لیے علم سیکھنا خشیت، اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنا عبادت اس کا پڑھنا پڑھانا تسبیح، اس کی جستجو جہاد، ناواقف کو سکھانا صدقہ اور اس کی اہلیت رکھنے والوں کو بتانا ثواب کا ذریعہ ہے۔ نیز علم تنہائی کا ساتھی، دین کا راہ نما، خوش حالی و تنگ دستی میں مددگار، دوستوں کے نزدیک قابل احترام، قریبی لوگوں کے نزدیک قریب تر اور جنت کی راہ کا مینار ہدایت ہے۔ (بخاری، محمد بن اسماعیل، ج: ۱ ص: ۳۷، حدیث: ۱۲۸)

قرآن اور روایاتِ اہلبیت میں تعلیم و تربیت کے اہداف

قرآن اور روایاتِ اہلبیت (ع) میں تعلیم و تربیت محض علم حاصل کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انسانِ کامل کی تعمیر کی جانب توجہ مرکوز کرتے ہیں، جو انفرادی، سماجی اور روحانی پہلوؤں پر محیط ہے۔ ذیل میں ان میں سے چند اہم ترین اہداف آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے.

۱۔ معرفتِ الٰہی اور توحید

تعلیم و تربیت کی اہم ترین ہدف خدا کی پہچان اور اس کی وحدانیت کا اقرار ہے، تمام اسلامی تعلیم و تربیت کی بنیاد اور اساس، خدائے تعالیٰ کی حقیقی معرفت، اس کی صفات، اس کی عظمت اور بالآخر اس کی خالص عبادت تک پہنچنا ہے۔ یہ معرفت انسان کے سفر کا نقطۂ آغاز اور منزلِ مقصود دونوں ہے۔ اس بارے میں رسولِ اسلام (ص) فرماتے ہیں: «أوّلُ العلم مَعرفةُ الجَبّار و آخرُ العلم تَفويضُ الأمر إليه» (غزالی، ج: ۲، ص: ۴۰۴) "علم کی ابتدا اللہ جبار کی معرفت ہے، اور علم کی انتہا یہ ہے کہ اپنے تمام معاملات اُسی کے سپرد کر دیے جائیں۔" اور امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: "أَوَّلُ الْعِبَادَةِ مَعْرِفَةُ الرَّبِّ" (کلینی، ج: ۱، ص: ۸۵) (سب سے پہلی عبادت پروردگار کی پہچان ہے)۔

کیونکہ یہی معرفتِ الٰہی خشیتِ الٰہی کا سبب بنتی ہے پروردگار عالم کا ارشاد ہے: «إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ» (فاطر آیت: ۲۸) اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علم ہی والے ڈرتے ہیں۔ (جالندھری، ص: ۴۳۸) یہ آیت علم اور تقویٰ کا گہرا ربط واضح کرتی ہے۔ حقیقی علم انسان کو اللہ کی معرفت، عظمت، اس کی قدرت اور نظامِ کائنات کی پیچیدگیوں کا ادراک کراتا ہے، جس سے دل میں خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جتنا گہرا علم ہوگا، اتنی ہی زیادہ اللہ کی ہیبت اور عظمت کا احساس ہوگا۔

۲۔ اخلاقی تربیت اور نفس کی تطہیر

تعلیم و تربیت کی دوسری اور اہم ترین ہدف انسان کی باطنی پاکیزگی اور اس کے اخلاق کو سنوارنا ہے اس بارے میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے: "هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا... يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ." (جمعۃ آیت: ۲) "وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا... جو ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب سکھاتا ہے"۔

شہید مرتضیٰ مطہری (رہ) فرماتے ہیں: پیغمبر (ص) کی بعثت کا مقصد انسانوں کی روحانی تطہیر اور اخلاقی تربیت ہے۔ (مرتضیٰ مطہری، ص: ۳۵)

اس بارے میں آیت اللہ جوادی آملی فرماتے ہیں: اسلامی تربیت کا ایک اور بنیادی مقصد انسان کے باطن کو پاک کرنا اور اخلاقی بلندی تک پہنچانا ہے۔ (جوادی آملی، ج: ۱، ص: ۷۵) «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا» (الشمس، آیت: ۹) یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے (اپنے نفس کو) پاک کیا.

دل کو اخلاقی رذائل (تکبر، حسد، بخل، بے جا غصہ، ضرورت سے زیادہ دنیا پرستی) سے پاک کرنا اور اسے فضائل (تقویٰ، سچائی، امانت داری، بردباری، ایثار، قناعت) سے آراستہ کرنا۔ تعلیم و تربیت کے اہداف میں سے ہیں۔
اور اخلاقی تربیت کے بارے میں رسول اللہ (ص) ارشاد فرماتے ہیں: "إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" (بے شک میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق (مکارمِ اخلاق) کو مکمل کروں)۔ (کلینی، حدیث: ۱، ج: ۲، ص: ۱۰۰) ایک اور روایت میں امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں: "عَلِّمُوا صِبْيَانَكُمْ مَحَاسِنَ الْأَدَبِ" (حرانی، ص: ۲۹۴) (اپنے بچوں کو اچھے آداب (حُسنِ ادب) سکھاؤ)۔

۳۔ دینی معارف اور شرعی احکام کی تعلیم

تعلیم و تربیت کی تیسری ہدف دینی تعلیمات اور احکام کی تعلیم دینا ہے، دینی تعلیمات اسلام اندھی اور کورکورانہ تقلید سے منع کرتا ہے خداوند ارشاد فرماتا ہے: "وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ"۔ (بقرہ، ۱۷۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آبا و اجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے آبا و اجداد نے نہ کچھ عقل سے کام لیا ہو اور نہ ہدایت حاصل کی ہو۔ اس آیت میں دینی تعلیمات اور احکام بغیر اندھی تقلید کی ممانعت اور مذمت کی گئی ہے۔

مذہب اندھی تقلید کا نام نہیں ہے کیونکہ مذہب توحید و معاد سے متعلق معارف کا ایک علمی مجموعہ ہے۔ اس میں معاشرت، عبادات اور معاملات سے متعلق ایسے قوانین موجود ہیں جو وحی اور نبوت کے ذریعے ثابت ہیں۔ جب کہ وحی و نبوت دلیل و برہان کے ذریعے ثابت ہیں، جس پر ہمیں علم و یقین حاصل ہے۔ لہٰذا مذہب علمی ہے، تقلیدی نہیں (محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، ج: ۱، ص: ۴۰۷)

اصولِ دین، فروعِ دین، پیغمبرؐ (ص) اور اہلبیت (ع) کی سنت، قرآن کی تفسیر اور معصومین (ع) کی سیرت کی تعلیم دینا۔ یہ ہدف معاشرے کے عقیدتی اور عملی صحت کو یقینی بناتا ہے، امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: "فَإِنَّ حَدِيثَنَا يُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلَيْهِ شَرِيعَةً وَ يَمْسِي عَلَيْهَا وَ يَمُوتُ عَلَيْهَا" بے شک ہماری احادیث کی بات ایسی ہے کہ آدمی صبح اس پر شریعت کے مطابق ہوتا ہے، شام کو اسی پر ہوتا ہے اور اسی پر مرتا ہے)۔ (کلینی، الکافی، حدیث: ۳، ج: ۱، ص: ۶۵)

۴۔ سماجی تربیت اور ذمہ داری کا شعور

تعلیم و تربیت کا چوتھا جو ہدف ہے وہ معاشرتی سوچ اور فرض شناسی کی پرورش دینا ہے۔ اسلامی معاشرے کے ساتھ اپنی ذمہ داری کا احساس پروان چڑھانا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تعاون، انصاف، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا، خلقِ خدا کی خدمت اور مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے۔ اس بارے میں امام علی (ع) فرماتے ہیں: "مَنْ أَصْبَحَ لَا يَهْتَمُّ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ" (جو شخص صبح کرے اور مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہ کرے، وہ مسلمان نہیں

ہے)۔(آمدی، حدیث: ۸۵۲۸، ج: ۴، ص: ۴۶) امام علی(ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: "وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَسْئُولُونَ حَتَّى عَنْ الْبِقَاعِ وَ الْبَهَائِمِ" (نہج البلاغہ، خطبہ: ۱۶۷، ص: ۲۴۳) اور جان لو کہ تم سے سرزمینوں اور چوپایوں (کے حقوق) کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا)۔

۵۔ عبادت اور بندگیِ خدا

تعلیم وتربیت کا پانچواں حتمی ہدف پروردگار کی اطاعت اور خالصانہ بندگی کرنا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: «وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلّا لِيَعْبُدُونِ» (الذاریات، آیت: ۵۶) اور میں نے جنّ وانسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"

علامہ طباطبائی(رہ) فرماتے ہیں: انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ کی عبادت ہے، جو اسلامی تعلیم و تربیت کی بنیاد ہے۔(طباطبائی، ج: ۱۸، ص: ۳۲۲)

پہلے تمام اہداف (معرفت، تزکیہ، تعلیم، سماجی ذمہ داری) اسی حتمی ہدف کی راہ میں مقدمہ ہیں تاکہ انسان زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کا بندہ بن سکے۔اس بارے میں امام علی(ع) فرماتے ہیں: "إِنَّ خَلَقَكُمْ الْعِبَادَةَ" (آمدی، حدیث: ۴۵۶۴، ج: ۲، ص: ۵۲۔) بے شک تمہیں عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں امام جعفر صادق(ع) آیت "وَما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" سے مراد "إِلَّا لِيَعْرِفُونِ" ہے (یعنی مگر اس لیے کہ وہ مجھے پہچانیں)۔(کلینی، الکافی، حدیث: ۳، ج: ۱، ص: ۱۳۴) یہ تفسیر معرفت اور عبادت کے گہرے تعلق کی نشاندہی کرتی ہے۔

اہم نکات

پہلا نکتہ:

مندرجہ بالا اہداف کا آپس میں گہرائی کے ساتھ باہمی تعلق ہے یہ اہداف آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ معرفتِ الٰہی تزکیۂ نفس کی طرف لے جاتی ہے، تزکیۂ نفس تعلیمات پر عمل کی بنیاد فراہم کرتا ہے، اور نیک اعمال عبادت اور سماجی ذمہ داری کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، جو سب عبودیت کی راہ میں ہوتے ہیں۔

دوسرا نکتہ:

یہ اہداف والدین، اساتذہ، مربین اور ہر اس شخص کے لیے روشنی کا مینار ہیں جو اپنی یا دوسروں کی تعمیرِ شخصیت کو الٰہی معیارات کے مطابق کرنے کی راہ پر گامزن ہے۔

۵۔ تعلیم مقدم ہے یا تربیت:

اس حوالے سے علماء کے درمیان تین قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے تعلیم مقدم ہے کوئی تربیت مقدم ہے تو کوئی دونوں کو مساوی قرار دیتے ہیں۔

وہ علماء جو تعلیم کو مقدم سمجھتے ہیں: چ

۱۔ خواجہ نصیر الدین طوسی (رہ)

خواجہ نصیر اپنے مشہور کتاب اخلاق ناصری میں تعلیم کو تربیت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "تعلیم، تربیت سے پہلے آتی ہے؛ کیونکہ انسانی نفس علم حاصل کرنے سے پہلے خوبیوں اور برائیوں میں فرق نہیں کر سکتا۔ تعلیم کے بغیر تربیت ایسی ہے جیسے بغیر بنیاد کے عمارت بنانا"۔ (طوسی، ص: ۱۲۵)

۲۔ ابونصر فارابی (رہ)

فارابی اپنی کتاب تحصیل السعادہ میں فلسفیانہ انداز سے تعلیم کو سعادت تک پہنچنے کا پہلا قدم قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اخلاقی تربیت سے پہلے نظری عقل کا نشوونما ضروری ہے: "انسانی سعادت عقل کی تکمیل سے مشروط ہے، اور یہ تکمیل صرف یقینی علوم کی تعلیم سے شروع ہوتی ہے۔ اگر یہ علم حاصل نہ ہو تو اخلاقی تربیت ادھوری رہے گی" (فارابی، ص: ۵۷)

وہ علماء جو تربیت کو مقدم سمجھتے ہیں:

۱۔ امام خمینی (رہ)

امام خمینی اپنے صحیفہ کے اندر تربیت کو تعلیم پر مقدم قرار دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: "اگر حکمت، کتاب اور علوم کی تعلیم تزکیہ کے بغیر ہو، تو ممکن ہے اس کا نتیجہ ایسے علما کی صورت میں نکلے جو درست معرفت سے خالی ہوں" لہٰذا تزکیہ تعلیم سے پہلے ضروری ہے۔ (خمینی، ج: ۹، ص: ۳۳۴-۳۳۵)

۲۔ علامہ طباطبائی (رہ)

وہ تفسیر المیزان میں تزکیہ کو کتاب و حکمت کی تعلیم پر مقدم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "ظاہر یہی ہے کہ آیت میں تزکیہ کو مقدم لانا اس بات کی دلیل ہے کہ تزکیہ، تعلیم سے پہلے ہے، کیونکہ جب تک نفس، خواہشات، تقلید اور دیگر آلودگیوں سے پاک نہ ہو، وہ الٰہی حقائق کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا۔" (طباطبائی، ج: ۱۹، ص: ۳۲۰)

اقوال کا نتیجہ

آیت اللہ مکارم شیرازی تفسیر نمونہ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے دو نکتوں کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ ان تمام اقوال کا نتیجہ ہے وہ فرماتے ہیں: اس سوال کے واضح جواب کے لیے پہلے دو نکتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

پہلا نکتہ

پہلا نکتہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۲۹ میں حضرت ابراہیم (ع) خداوندِ قادر و حکیم سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی اولاد میں ایک ایسا پیغمبر (ص) مبعوث فرمائے جو: ان پر تیری آیات تلاوت کرے (یعنی انھیں نئے حقائق سے آشنا کرے)، انھیں کتاب (قرآن) اور حکمت کی تعلیم دے، اور انھیں پاکیزہ بنائے اور مکمل طور پر تیری سایۂ رحمت میں پرورش دے۔ اس آیت میں انبیاء (ع) کی تربیتی مراحِل کو تین درجوں میں بیان کیا گیا ہے:

۱۔ پہلا مرحلہ: سننے والوں کو نئے حقائق سے آشنا کرنا (یَتْلُو عَلَیْهِمْ)،

۲. دوسرا مرحلہ: ان افراد کو سنجیدہ تعلیمات قبول کرنے کے لیے آمادہ کرنا (یُعَلِّمُھُم)،
۳. تیسرا اور آخری مرحلہ: ان کی تہذیب و تربیت کرنا (یُزَکِّیھِمْ)، جو کہ اصل مقصد ہے اور باقی تمام مراحل اسی کے لیے مقدماتی حیثیت رکھتے ہیں۔ (مکارم شیرازی، ج:۱، ص:۲۹-۳۰)

دوسرا نکتہ

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں یہی مضمون چار مقامات پر آیا ہے، لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے تین جگہوں پر تربیت کو تعلیم پر مقدم رکھا گیا ہے،اور صرف ایک جگہ تعلیم کو تربیت پر مقدم قرار دیا گیا ہے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ تعلیم کو مقدم رکھا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے فطری ترتیب کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ فطری طور پر تعلیم ،تربیت سے پہلے ہونی چاہیے۔ لیکن ان تین مقامات پر جہاں تربیت کو مقدم کیا گیا ہے، وہ اس لیے ہے کہ تربیت کی اہمیت کو واضح کیا جائے یعنی اصل مقصد، نتیجہ اور آخری منزل تربیت ہی ہے،اور باقی سب مراحل اس کے لیے ذریعہ ہیں۔ (ایضا، ج:۱، ص:۲۹-۳۰)

۶۔ تعلیم وتربیت کے مراحل

آیت اللہ مکارم شیرازی نے تفسیر نمونہ میں تعلیم وتربیت کے چار مراحل کو سورہ یونس کی آیت یا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ شِفاءٌ لِما فِي الصُّدُورِ وَ هُدىً وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (یونس، ۵۷) (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور سینوں کے لیے شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آئی ہے)۔ کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے۔
در حقیقت مذکورہ آیت قرآن کی روشنی میں تعلیم وتربیت اور انسانی ترقی کے چار مراحل بیان کرتی ہے:
پہلا مرحلہ: موعظہ اور نصیحت ہے۔
در اصل موعظہ نیکیوں کا تذکرا اور یاد دہانی ہے، ہر قسم کی پند و نصیحت جو مخاطب پر اثر کرے، اسے برائیوں سے ڈرائے اور اس کے دل کو نیکیوں کی طرف متوجہ کرے۔
دوسرا مرحلہ: انسانی روح کو ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے پاک کرنا ہے۔
ہر موعظہ کا اثر ہوتا ہے کہ انسان ہر قسم کی اخلاقی برائیوں اور رذایل سے پاک ہو۔
تیسرا مرحلہ: ہدایت و رہنمائی ہے۔ ہدایت کا مرحلہ اخلاقی برائیوں اور رذائل سے پاک سازی کے بعد آ جاتا ہے یہاں ہدایت سے مراد انسان کا تکامل، ارتقاء اور تمام مثبت پہلوؤں کی طرف مسلسل پیشرفت ہے۔
چوتھا مرحلہ: یہ وہ مرحلہ ہے جس میں انسان خدا کی رحمتوں اور عنایات کا مستحق بنتا ہے۔ (مکارم شیرازی، ج: ۸، ص:۲۲۰)

خاندان کی تعلیم و تربیت

ایک خاندان کی تعلیم اور تربیت، جو نہ صرف علم کے حصول پر مبنی ہو بلکہ اخلاقی اقدار، آداب، اور سماجی ذمہ داریوں کا شعور بھی شامل ہو۔ ایک تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ گھرانہ معاشرے کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ثابت ہو سکتا ہے. (مکارم شیرازی، ج: ۲۴، ص: ۳۳۳)

سورہ تحریم کی چھٹی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:(يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ ناراً وَقُودُهَا النّاسُ وَ الْحِجارَةُ...)(التحریم آیت: ٦) (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں...)۔

مذکورہ بالا آیت کا ایک اہم ترین نکتہ خاندانی تعلیم و تربیت سے متعلق ہے۔اس کا آغاز خاندان کے پہلے سنگِ بنیاد سے ہونا چاہیے، یعنی شادی کی ابتدا سے،اور پھر بچے کی پیدائش کے پہلے لمحے سے،اور ہر مرحلے پر مناسب منصوبہ بندی اور پوری احتیاط کے ساتھ عمل کرنا چاہیے۔

مرد پر اپنی بیوی اور بچوں کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے اور اس پر فرض ہے کہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے حتی الامکان کوشش کرے، انہیں گناہوں سے روکے اور نیک کاموں کی طرف بلائے اور صرف جسمانی ضروریات پوری کرنے پر راضی نہ رہے۔

درحقیقت، ایک بڑی کمیونٹی چھوٹی اکائیوں سے بنتی ہے جسے "خاندان" کہا جاتا ہے اور جب بھی ان چھوٹی اکائیوں کو، جن کا انتظام کرنا آسان ہے، کی اصلاح کی جاتی ہے، پوری جامعہ اور برادری کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ہم ایک حدیث میں پڑھتے ہیں: "جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ (ص) کے صحابہ میں سے ایک نے پوچھا: میں اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے کیسے بچا سکتا ہوں؟" آپ (ص) نے فرمایا: «تَأمُرُهُم بِما أمَرَ اللّهُ، وَ تَنهاهُم عَمّا نَهاهُمُ اللّهُ، إن أطاعوكَ كُنتَ قَد وَقَيتَهُم،وَ إن عَصُوكَ كُنتَ قَد قَضَيتَ ما عَلَيكَ؛ »۔(کلینی، ج: ۸ ص: ۳۵۲، ح نمبر: ۵۶۲) تم انہیں ان باتوں کا حکم دیتے ہو جس کا اللّٰہ نے حکم دیا ہے اور جس سے اللّٰہ نے منع کیا ہے اس سے روکتے ہو؟ اگر وہ آپ کی اطاعت کریں تو آپ نے ان کی حفاظت کی اور اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ نے ان کی ذمہ داری پوری کر دی۔ (العروسی الحویزی، ج: ۴، ص: ۳۷۸)

امام علی (ع) بھی مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: «عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمُ الْخَيْرَ وَ أَهْلِيكُمْ فَإِنَّكُمْ مَسْئُولُونَ»۔(ابن ابی الحدید، ج: ۱، ص: ۳۶۲) و یا «عَلِّمُوا أنفُسَكُم وَ أهليكُمُ الخَيرَ، وَ أدِّبُوهُم۔» (طبرسی، ج: ۲۸، ص: ۳۹) "اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اچھی بات سکھاؤ اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آؤ"۔

تعلیم وتربیت کے اصول اور طریقے

ذیل میں اسلامی تعلیم وتربیت کے اصول و طریقوں کا ذکر کیا جارہا ہے:

ا: تدریجی اور نرمی انداز

تعلیم و تربیت یکدم نہیں، بلکہ مرحلہ وار، شفقت اور نرمی سے ہونی چاہیے۔ پروردگار عالم نے بھی اپنے رسول کے ذریعے معاشرے کی تعلیم و تربیت، تدریجی اور مرحلہ وار نرمی اور شفقت کے ساتھ کی ہے۔ قرآن کو پروردگار نے بتدریج (مرحلہ وار) نازل کیا۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے: «وَقُرْآناً فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا» (اسراء، ۱۰۶) "اور یہ قرآن جسے ہم نے جدا جدا نازل کیا تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں، اور ہم نے اسے بتدریج (مرحلہ وار) نازل کیا"۔ تدریجی اور نرمی انداز میں چند چیزوں کا لحاظ رکھنا نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

ا: ابتدائی مرحلے میں اعتقاد اور نماز کی تعلیم:

دینی تربیت کے ابتدائی مرحلے میں ضروری ہے کہ اصول دین کو سادہ اور عام فہم زبان میں بچوں کی سمجھ کے مطابق سکھایا جائے۔

امام محمد غزالی اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ دینی تربیت بچپن ہی سے شروع ہونی چاہیے، اور بچے کے ذہن کو ابتدا ہی سے خدا کی معرفت اور توحیدی مفاہیم کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔ (غزالی، ج: ۳، ص: ۷۴) کیونکہ اس دوران بچوں میں الٰہی فطرت بیدار ہوتی ہے۔ (طباطبائی، ج: ا، ص: ۲۷۰)

عبد اللہ بن فضالہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر (ع) یا امام جعفر صادق (ع) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب بچہ تین سال کا ہو جائے تو اس سے سات مرتبہ کہا جائے: "لاإلہ إلاالله" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)،

پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ تین سال سات مہینے اور بیس دن کا ہو جائے،

پھر اس سے سات مرتبہ کہا جائے: "محمد رسول اللہ" (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)،

پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ چار سال کا ہو جائے،

پھر اس سے سات مرتبہ کہا جائے: "صلی اللہ علی محمد وآل محمد" (درود بھیجو محمد اور آل محمد پر)،

پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پانچ سال کا ہو جائے،

پھر اس سے کہا جائے: "کون سا ہاتھ تمہارا دایاں ہے اور کون سا بایاں؟" جب وہ پہچان لے تو اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر کے کہا جائے: "سجدہ کرو"،

پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ چھ سال کا ہو جائے، جب وہ چھ سال کا ہو جائے تو اس سے کہا جائے: "نماز پڑھو" اور اسے رکوع وسجدہ سکھایا جائے یہاں تک کہ وہ سات سال کا ہو جائے،

پھر جب وہ سات سال کا ہو جائے تو اس سے کہا جائے: "اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوؤ" جب وہ انہیں دھولے تو کہا جائے: "نماز پڑھو"،

پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ نو سال کا ہو جائے، جب وہ نو سال کا ہو جائے تو اسے وضو سکھایا جائے، اور اس پر وضو اور نماز کا حکم دیا جائے اور اس پر عمل نہ کرنے پر مارا جائے، جب وہ وضو کرنا سیکھ لے تو اللہ اس کے والدین کو (اگر خدا چاہے تو) بخش دیتا ہے۔ (طبرسی، رضی الدین، مکارم الاخلاق، ص: ۲۲۲)

ایک دوسری حدیث میں امام صادق (ع) فرماتے ہیں: "إنَّا نَأمُرُ صِبْيانَنا بِالصَّلاةِ إذا كانُوا ابناءَ خَمسِ سِنينَ" (حر عاملی، ج: ۳، ص: ۱۲) (ہم اپنے بچوں کو پانچ سال کی عمر سے نماز کی تربیت دیتے ہیں)۔

۲: نبوت و امامت اور قرآن کی تعلیم:

اس کے بعد اپنے بچوں کو نبوت و امامت اور قرآن کی تعلیم دی جائے پیغمبر اسلام (ص) ہیں: «أَدِّبُوا أولادَكُم عَلى ثَلاثِ خِصالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُم، وَ حُبِّ أهلِ بَيتِهِ، وَ قِراءَةِ القُرآنِ...» (متقی هندی، ج۱۶، ص۴۵۶، حدیث ۴۵۴۰۹) "اپنے بچوں کو تین صفات پر تربیت دو: اپنے نبی سے محبت، ان کے اہل بیت (ع) سے محبت، اور قرآن کی تلاوت"۔

اس روایت کو علامہ مجلسی (رہ) نے بحار الانوار میں امام علی (ع) نسبت دی ہے اور وہ فرماتے ہیں: "أَدِّبُوا أولادَكُم عَلى ثَلاثِ خِصالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُم، وَحُبِّ أهلِ بَيتِهِ، وَتِلاوَةِ القُرآنِ" (مجلسی، ج: ۴۴، ص: ۲۴۷) (اپنی اولاد کو تین چیزوں پر تربیت دو: اپنے نبی کی محبت، اہلبیت: کی محبت، اور قرآن کی تلاوت)۔

۳: معاد کی تعلیم

اس کے بعد اپنے بچوں کو معاد (یعنی قیامت، آخرت، موت کے بعد کی زندگی) کی تعلیم دینا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ اس کا مقصد بچوں میں ایمان، اخلاق، اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کا شعور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدای سبحان فرماتا ہے: "كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ (عراف، آیت ۲۹) جیسے اُس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، اُسی طرح تم لوٹائے جاؤ گے۔

ابن کثیر اس آیہ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جیسے اس نے تمہیں پیدا کیا، ویسے ہی تم قیامت کے دن زندہ ہو کر واپس لائے جاؤ گے۔ (ابن کثیر، ، ج: ۲، ص: ۲۲۴)

۴: حرام حلال کی تعلیم

اس کے بعد اپنے بچوں کو حرام حلال کی تعلیم دی جائے امام خمینی (رہ) فرماتے ہیں: "والدین پر واجب ہے کہ بچوں کو نماز، روزہ، اور حلال و حرام کی تعلیم دیں"۔ (خمینی، روح اللہ، ، ج: ۱، ص: ۲۳۶)

امام صادق (ع) فرماتے ہیں: الغلام يلعب سبع سنين ويتعلم الكتاب سبع سنين ويتعلم الحلال والحرام سبع سنين (حر عاملی، ج: ۲۱، ص: ۴۷۵) بچہ سات سال کھیلتا ہے، سات سال کتاب (علم) سیکھتا ہے، اور سات سال حلال و حرام سیکھتا ہے"۔

یعنی اس روایت کے مطابق بچے کی تربیت کے تین مرحلے ہیں:

الف: ابتدائی سات سال میں اسے آزادی سے کھیلنے دیا جائے۔
ب: اگلے سات سال میں اسے کتاب کی تعلیم وتربیت دی جائے۔
ج: اور پھر اسے اگلے سات سال حلال وحرام کی تعلیم دی جائے۔

۸-۲: الگو اور نمونہ سازی

حضور نبی اکرم (ص) اور ائمہ اطہار (ع) تربیت کے لیے بہترین الگو اور نمونہ ہیں: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱) بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے.

والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ خود بھی اور اپنے بچوں کیلئے بھی پیغمبر اسلام اور معصومین (ع) کو الگو اور نمونہ قرار دیکر ان کی پیروی کرنے چاہیے۔

۸-۳: تفکر اور تعقل

قرآنِ کریم میں تفکر اور تعقل کو خاص اہمیت حاصل ہے قرآنِ کریم بارہا انسانوں کو اللہ کی آیات، تخلیق اور کائنات کے مظاہر میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے

اور انہیں حقیقت کو پہچاننے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کے اہم ترین ذرائع میں شمار کیا گیا ہے۔اور اس عمل کو ایمان اور عقل مندی کی علامت قرار دیتا دیا گیا ہے لہٰذا اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت عقلی اور فکری بنیاد پر کرنی چاہیے۔

تعقل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ. (سورہ انبیاء، ۱۰) بتحقیق ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اور تفکر کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ. (سورہ جاثیہ آیت: ۱۳) یقیناً غور کرنے والوں کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔

۸-۴: مستعد اور فعال

سیکھنے والے کو تعلیم وتربیت کے میدان میں مستعد اور فعال ہونا چاہیے، اور اپنے اختیار و شعور کے ساتھ رشد کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا (سورہ کہف آیت: ۲۹) اور کہدیجئے: حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، ہم نے ظالموں کے لیے یقیناً آگ تیار کر رکھی ہے۔

.۸-۵: انفرادی فرق کا لحاظ

تربیتی طریقے ہر فرد کی صلاحیت، عمر اور حالات کے مطابق ہونے چاہئیں ہر طالب علم کی سیکھنے کے عمل میں اپنی الگ خصوصیات اور ضروریات ہوتی ہے۔ان کا سمجھنا اور لحاظ کرنا تمام طلباء کیلئے سیکھنے اور تخلیق کرنے کے لیے ایک ضروری طریقہ ہے۔

حتیٰ یہ فرق خدا نے انبیاء (ص) میں بھی رکھی ہے اور اسی فرق کی بنیاد پر بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ "(سورۃ بقرہ،آیت: ۲۵۳) یہ سب رسول وہ ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے کچھ سے اللہ نے کلام فرمایا، اور بعض کو بلند درجے دیے،

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں: «انا معاشر الانبیاء أمرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم.» (مجلسی، ج ا، ص: ۱۱۷)

ہم پیغمبروں کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی عقل کے مطابق بات کریں۔

اس حدیث میں انبیاء (ع) کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو اُن کی ذہنی استعداد، فہم، علمی سطح اور عمر کے مطابق بات کرے اور تعلیم دیں۔ تاکہ ہر شخص انہیں آسانی سے سمجھ سکے۔

نتیجہ

تعلیم و تربیت قرآن و احادیث کی نگاہ میں انسانی زندگی کے بنیادی اور نہایت قیمتی امور میں سے ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیات میں تعلیم و تربیت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیتے ہے"۔ کیونکہ صحیح تعلیم و تربیت انسان کو کمال تک پہنچاتی ہے اور معاشرے کو عدل و روحانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ اہل بیت (ع) بھی تعلیم و تربیت کو ابدی سعادت کی بنیاد قرار دیتے ہیں کیونکہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز علم و عمل ہے۔

تعلیم اور تربیت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں تعلیم اگر نفس کی تربیت کے ساتھ ہو تو حقیقی ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے۔ تربیت کے بغیر تعلیم، راہزن کے ہاتھ میں تلوار کی مانند ہے اس لیے اسلام تعلیم کے ساتھ تزکیہ پر بھی زور دیتا ہے۔

اسلام خصوصا نوجوان نسل کو پروان چڑھتے انسان کے طور پر دیکھتا ہے اور والدین، اساتذہ اور معاشرے پر دینی تعلیم و تربیت، محبت، ادب اور اخلاق بچوں کے حقوق کی رعایت جیسی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ ان اصولوں سے غفلت نسلِ نو کو تباہی کی طرف لے جا سکتی ہے۔ اسلامی نظامِ تربیت میں عقل و روح کی یکساں پرورش ضروری ہے۔ اگر ایک انسان کو اسلامی اصولوں کے مطابق الٰہی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے تو وہ انسان بالآخر بندگی اور خلافتِ الٰہی کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

منابع :

۱. قرآن کریم

۲. نہج البلاغہ

۳. ابن ابی الحدید، عبدالحمید ابن ھیبت اللہ، شرح نہج البلاغہ، قم، مکتبۃ آیت اللہ المرعشی النجفی، چاپ اول، ۱۴۰۴ھ۔

۴. ابن شُعبہ حرّانی، تحف العقول، مؤسسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۴ھ-ق۔

۵. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، ریاض، دار طیبہ، ۱۴۲۰ ہجری.

۶. ابن منظور، محمد بن مکرم؛ لسان العرب، بیروت، دار صادر، ۱۴۱۴ھ ق۔

۷. ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال، شیخ صدوق، بیروت لبنان، ۱۹۶۶م۔

۸. آفتاب عالم/ڈاکٹر محمد ابرار الحق، ماہنامہ تہذیب الاخلاق، شمارہ ۵ مئی ۲۰۲۲م۔

۹. آمدی، عبدالواحد بن محمد، غرر الحکم، ترجمہ انصاری قمی، تہران، ایران، محمد علی الانصاری القمی، ۱۳۳۷، ہ- ش۔

۱۰. آمدی، غرر الحکم و درر الکلم، چاپ مصطفیٰ درایتی، انتشارات دانشگاہ تہران، ۱۳۸۰ھ. ش۔

۱۱. باقری، خسرو، مبانی فلسفی تعلیم وتربیت اسلامی، تہران: مؤسسہ سمت، ۱۳۸۱ھ- ش۔

۱۲. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کِتَاب العِلم، المکتبۃ الشاملۃ۔

۱۳. بیضاوی، عمر بن محمد؛ انوار التنزیل واسرار التأویل، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۸ھ۔

۱۴. جالندھری، فتح محمد، تفسیر ماجدی (تفسیرِ قرآن مجید مع حواشی)، ۱۹۲۲ء۔

۱۵. جوادی آملی، عبداللہ۔ اخلاق در قرآن، مؤسسہ اسراء، قم۔

۱۶. حر عاملی، محمد بن الحسن، وسائل الشیعۃ، قم، مؤسسۃ آل البیت لِاحیاء التراث۔

۱۷. حرانی، ابن شعبہ، تحف العقول، ایران، قم، چاپ جامعہ مدرسین، ۱۴۰۴ھ. ق. ۱۳۶۳ھ. ش۔

۱۸. حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، تحقیق مؤسسہ آل البیت، قم، طبع دوم، ۱۴۱۴ھ-ق۔

۱۹. خطیب، محمد شحات؛ اصول التربیۃ الاسلامیۃ، ریاض، دار الخریجی، ۱۴۱۵ھ۔

۲۰. خمینی، روح اللہ، تحریر الوسیلہ، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، قم، ایران، ۱۳۶۸ھ- ش۔

۲۱. خمینی، روح اللہ، صحیفہ امام خمینی، تہران، ایران، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۹ ہجری شمسی۔

۲۲. خوری الشرتونی، سعید؛ اقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد، قم، مکتبۃ آیت اللہ مرعشی، ۱۴۰۳ھ۔

۲۳. دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ دھخدا، تہران، ایران، دانشگاہ تہران، : ۱۳۷۷ھ- ش۔

۲۴. راغب اصفہانی، حسین بن محمد؛ المفردات فی غریب القرآن، بیروت، دار العلم، ۱۴۰۴ھ۔

۲۵. شریعت مداری، علی، اصول و مبانی آموزش وپرورش، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۸۲ھ ش۔

۲۶. شریعتمداری، علی، اصول و فلسفہ تعلیم وتربیت، تہران، امیر کبیر، پندرھویں ایڈیشن، ۱۳۸۵ھ ش۔

۲۷. شریعتمداری، علی، جامعہ اور تعلیم وتربیت، تہران، امیر کبیر پبلیکیشنز، ۱۹۸۸م۔

۲۸. شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، قم، انتشارات امام علی بن ابی طالب (ع)، ۱۳۹۹ ش۔

۲۹. طباطبائی، سید محمد حسین۔ المیزان فی تفسیر القرآن۔ قم: دفتر انتشارات اسلامی، ۱۴۱۷ھ- ق.

۳۰. طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی. بی تا۔

۳۱. طبرسی، رضی الدین، مکارم الاخلاق، تحقیق محمد حسین اعلمی، لبنان، بیروت، مؤسسہ الاعلمی، ۱۹۷۲م۔
۳۲. طبرسی، فضل بن حسن، ترجمہ تفسیر مجمع البیان، مترجم علی کرمی، قم تبیان، ۱۳۸۷ش۔
۳۳. طوسی، خواجہ نصیر الدین، اخلاق ناصری، بی جا، انتشارات خوارزمی، ۱۳۸۰ھ ش۔
۳۴. العروسی الحویزی، عبد علی بن جمعۃ، نور الثقلین، مصحح: رسولی محلاتی، سید ہاشم، قم، ایران، اسماعیلیان، ۱۴۱۵ق۔
۳۵. غزالی، محمد۔ احیاء علوم الدین، تحقیق: زین الدین بیروتی، بیروت: دار المعرفہ، بی تا۔
۳۶. غزالی، محمد بن محمد، کتاب کیمیائے سعادت، شرکتِ علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۸۳ھ ش، گیارہواں ایڈیشن۔
۳۷. فارابی، ابو نصر، تحصیل السعادہ، بی جا، انتشارات الزہراء، ۱۳۶۴ھ ش۔
۳۸. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، دار الحدیث، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹—۱۴۱۰ھ۔ق۔
۳۹. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، محقق و مصحح غفاری، علی اکبر، آخوندی، محمد، تہران، دار الکتب الاِسلامیۃ، چاپ چہارم، ۱۴۰۷ق۔
۴۰. متقی ھندی، علاء الدین، کنز العمال، مؤسسہ الرسالہ. بی تا بی جا۔
۴۱. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسۃ الوفاء - بیروت، لبنان، ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳م، دوسرا ایڈیشن۔
۴۲. محمد تقی مصباح یزدی، دفتر ہمکاری حوزہ و دانشگاہ، جزوۂ علوم تربیتی، قم، ۱۳۷۴ھ ش۔
۴۳. مرتضیٰ مطہری، آموزش و پرورش در اسلام، تہران: انتشارات صدرا، ۱۳۷۰ھ ش۔
۴۴. مطہری، مرتضی۔ آئینِ تعلیم و تربیت در اسلام۔ تہران: انتشارات صدرا، ۱۳۷۰ھ ش۔
۴۵. نجفی، محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، اسلام آباد، دار القرآن الکریم جامعتہ الکوثر، ۲۰۱۶م۔